ماحولیاتی ذرائع کے استعمال کا تحفظ اور انتفاع سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

Utilization and conservation of environmental resources in the light of Seerat-e- Tayyaba ﷺ

Qammar Aziz

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtaba University of Science and Information Technology, D.I Khan:

qamaraziz.mi@gmail.com

Munir Subhani

PhD Scholar, Department of Education, Qurtaba University of Science and Information Technology, D.I Khan:

munirsubhani.dydeo@gmail.com

Prof. Dr. Abdul Wahab

Professor, Department of Islamic Studies, Qurtaba University of Science and Information Technology, D.I Khan:

abdulwahab2842@gmail.com

Abstract:

Environment and its protection is very important in the existence and survival of this universe. In view of this importance, nature has given us green and bright valleys, beautiful mountains, dense forests, charming waterfalls, boiling springs, flowing rivers , vast seas, and subjugated all these things to man so that he can use them as he likes and live comfortably in this earthly universe. These things were declared as the cause of natural balance, but with our inventions we as a The natural environment started to change. The trees started to be cut down, the mountains started to be broken, the sea started to be broken and the dirty drains started to fall into the clean water of the river, the factories blew smoke clouds into the air and so on. Due to this change, air pollution was created and the clean environment and balance given by nature was lost, due to which the world is worried today. Extinct, according to the assessment of the World Environment Conference, this situation threatens the extinction of three hundred and eleven species, forests are decreasing

at a rate of two percent annually, due to environmental pollution, the ozone gas layer is being depleted. has fallen and the harmful rays of the sun are directly reaching us and causing various diseases, the water from which Allah gave life to all things, we have neglected, Because it came into our hands for free, the importance of water demanded that we keep it pure and clean, prevent it from being polluted; In order for it to be of use to us, we were commanded not to urinate in water, not to put your hand in a vessel of water without washing your hands when you get up from sleep, lest you get dirt from your hands and visit different parts of your body at night. Do not let the germs that are on your hands get into the water, don't even breathe into the pot while drinking water, so that the germs coming out of your breath don't contaminate the water and make it unfit for use by others. Now, instead of being burned in the houses, all the dirty water is being bored and sent underground, due to which even the water inside the ground is no longer fit for our use. As a result of our process, drinking water is now being found at a depth of more than two and a half to three hundred feet, and even we cannot say that it is completely clean and disease-free, as a result of this water, various diseases are present. are born, now we have to live on mineral water, and drinking water companies have become silver, we are in need of water, and we have to spend a lot of money on it,. Millions of barrels of oil spilled into the Arabian Gulf during the war have made it so murky and polluted that it has created problems for marine life and threatened to wipe out many species of aquatic life. Forests were also irreparably damaged by polluting the underground water. If all goes well and no new cause of further pollution arises, it will take one hundred and eighty years for the water to become clean and to control the deteriorating situation. This is not only the case of the Arabian Gulf, but most of the water resources in the world, most of them have not only become dirty due to human body waste, waste from houses, waste from factories and factories, but also Their use can cause the end of life because they have become toxic. It is very important to stop such deforestation. We get the solution of all the basic problems related to this from the principles of Sirat Tayyaba, which I will try to present in my research paper, God willing.

Keywords: *Natural, Sources, Protection, Quran, Sunnah*

تعارف

پانی، معدنیات، زمین، جنگلات، مچھلی اور جنگلی حیات، قابل کاشت مٹی، ہوا اور سورج کی روشنی، اسلام کے مطابق یہ معاشرے کے تمام افراد کا مشترکہ حق ہے۔ ہر فرد کو ضرورت کے لحاظ سے اور ماحولیات پر اثرات کا تعین کر کے مشترکہ وسائل سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو بتاتا ہے کہ اس نے جو کتاب انہیں بھیجی ہے یعنی قرآن اس میں تمام ضروری انتظامی تفصیلات اور تمام پہلوؤں کے قواعد، ان کی زندگی اور متعلقہ سرگرمیاں، خوراک کے انتظام کی تفصیلات اور قواعد شامل ہیں۔ جسمانی ضروریات کی وضاحت میں قرآن کہتا ہے:

"اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَ جَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ-وَ اٰتىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ-وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا-اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ"[1]

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور بادلوں سے پانی برسایا، پھر اس سے پھل نکالے تمہارے رزق کے لیے، کشتیوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے کہ وہ اپنے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ اور اس نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو ان کے راستے پر چلتے ہیں، اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور وہ آپ کو اس سے مانگنے والا ہر چیز دیتا ہے، اور اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو شمار کریں گے تو آپ کو مل جائے گا۔ یقیناً انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے

اسلام قدرتی وسائل کے استعمال پر نظر رکھتا ہے۔ تمام قدرتی وسائل زمین، پانی، ہوا، آگ، جنگلات، سمندروں کا استعمال پوری انسانیت کا حق اور مشترکہ ملکیت سمجھا جاتا ہے۔ انسان چونکہ زمین پر خلیفۃ اللہ ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کے مفادات اور حقوق کو یقینی بنانے کے لیے ہر طرح سے احتیاط برتے، اور اپنی الاٹ شدہ زمین کے ٹکڑے پر اپنی حاکمیت کو اگلی نسل کے لیے مشترکہ ملکیت سمجھے- اللہ تعالیٰ لوگوں کو خوراک کے معیار کا خیال رکھنے کی اجازت دیتا ہے اور اس کا حکم دیتا ہے کہ وہ تمام شکلوں اور ہینڈلنگ کے مراحل میں کاشت کے لیے مٹی کے انتخاب سے لے کر خالص اچھا کھانا ذخیرہ کرنا، اچھا تازہ کھانا کھانے کے لیے ان سب ضروری امور کا خیال

[1] القرآن، 32:31-33

رکھیں، مسلمانوں کو اللہ کی عطاء کردہ نعمتوں کا احترام کرنا ہے، ان کی حدود، طاقت اور احکام کو جاننا ہے اور مشکل وقت کے لیے خوراک کو ذخیرہ کرنا اور محفوظ کرنا ہے۔

وسائل کی دستیابی اور استعمال کے درمیان توازن

اگر اسلام کا اطلاق اور احترام کیا جائے تو وسائل کی دستیابی، ان کے استعمال اور ان کے معیار اور مقدار کی پائیداری میں وقت کے ساتھ توازن برقرار رہے گا۔ جن کی کچھ تفصیل اور مثالیں درج ذیل ہیں

پانی کے حقوق:

شریعت میں اپ اسٹریم فارمز پر ایک ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ ڈاون اسٹریم استعمال کرنے والوں کا خیال رکھیں۔ ندی کے کنارے کھیت حرام ہے۔ اس کے پانی پر اجارہ داری منع ہے اپنی فصلوں کے لیے مناسب مقدار میں پانی روکنے کے بعد کسان کو باقی پانی کو نیچے کی طرف چھوڑنا چاہیے۔ مزید براں اگر ندی کے ساتھ موجود تمام کھیتوں کے لیے پانی ناکافی ہے، تو نئے فارم کو آبپاشی کی اجازت دینے سے پہلے پرانے فارموں کی ضروریات کو پورا کیا جانا چاہیے۔ یہ اس کی محفوظ پیداوار کی بنیاد پر پانی کے پائیدار استعمال کی عکاسی کرتا ہے۔ مالک اور ابن قدامہ جیسے فقہاء کے نزدیک زمینی پانی کی سطح کو نیچے کر کے یا پانی کو آلودہ کر کے اس پر منفی اثر ڈالنا ممنوع و ناجائز ہے۔

قرآن مجید میں پانی کا لفظ 66 مرتبہ آیا ہے جس میں ایسی بہت سی آیات ہیں جو پانی کی زندگی بخش خصوصیات کے بارے میں بتاتی ہیں:

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۪ وَ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ-[2]

ہم ایک صحیح انداز سے آسمان سے پانی برساتے ہیں، پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیتے ہیں اور ہم اس کے لے جانے پر یقیناً قادر ہیں۔

[2]-القرآن، 23:18

پانی ایک جاندار کی زندگی میں سب سے اہم مالیکیول ہے۔ پانی سے زندگی کی ابتدا ایک حقیقت ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے:

"ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا"۔[3]

وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ-[4]

تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں، بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس طرح پانی ایک اہم شے ہے جسے محفوظ اور پائیدار استعمال میں لانا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں اسلام آبی وسائل کی آلودگی کو روکنے پر زور دیتا ہے۔ پانی میں پیشاب کرنا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں جسم دھونا یا غسل کرنا اسلام میں ممنوع ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ"[5].

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہ ہو ہر گز پیشاب نہ کرے، پھر اسی سے غسل بھی کرے۔

تبدیلی احوال وحالات کے اسلامی تصور پر غور کرنا ضروری ہے:

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ-[6]

---

[3]-القرآن،30:21

[4]-القرآن،45:25

[5]-احمد بن شعیب نسائی،سنن نسائی،کتاب الغسل والتیمم،باب ذکر نہی الجنب عن الاغتسال فی الماء،(مکتبہ:دار احیاء التراث العربی،بیروت)،رقم الحدیث 400

یہ سب کچھ اس لئے ہوا (یا ہوتا ہے) کہ اللہ کا دستور یہ ہے کہ اُس نے جو نعمت کسی قوم کو دی ہو، اُسے اُس وقت تک بدلنا گوارا نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت (یا اس چیز کی روح کو) تبدیل نہ کرلیں، اور اللہ ہر بات سنتا، سب کچھ جانتا ہے

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ چودہ صدیوں سے زائد عرصے تک اسلامی ضوابط کے نفاذ کا کامیاب تاریخی ریکارڈ سماجی اور مادی حالات میں پیشرفت کا باعث بنا جس کے نتیجے میں بالآخر ایک اسلامی تہذیب کا قیام عمل میں آیا اور اپنی توسیع، لچک اور کامیابیوں میں تمام پچھلی تہذیبوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ مسلمان دنیا کی آبادی کے تقریباً پانچویں حصے کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ جاننا ضروری ہے اسلام مسلمانوں اور دنیا کی آبادی کے لیے خوراک کی حفاظت کا تجزیہ اور حل کیسے کرتا ہے، اور اسلامی معاشروں میں خوراک کی دستیابی اور غربت کی موجودہ سطح اور معاشرتی بگاڑ کی وجہ کیا ہے۔

ویسٹ منیجمنٹ:

اسلام قدرتی وسائل کے مؤثر استعمال اور فضلہ کو کم سے کم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[7]

اے بنی آدم' ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو۔ "اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو' اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ماحول کو آلودہ کرنا، آبی وسائل کو خراب کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے جنہیں اللہ پسند نہیں فرماتا۔ ارشاد باری ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا O إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا[8]

---

[6]-القرآن، 53:08

[7]-القرآن، 31:07

"اور قرابتداروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤo بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہےo"

پانی کا ضیاع، آبی وسائل کی آلودگی اور ماحول کی بربادی موجودہ زمانے میں سب سے بڑا اسراف اور رب کائنات کی سب سے بڑی ناشکری ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ ہمیں اس کا ادراک تک نہیں کہ ہم رب العالمین کی کیسی عظیم الشان نعمت کی ہتک کر کے اپنے لیے بھی اور آنے والی نسلوں کیلئے بھی عرصہ ءحیات تنگ کر رہے ہیں

حیاتیاتی تنوع کا پائیدار استعمال:

خدا نے حیاتیاتی تنوع کو بنی نوع انسان کے فائدے کے لے بنایا ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے تنزلی اور آلودگیسے بچائے اور اس کے پائیدار استعمال کی زمہ داری ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:' ہم نے آسمان سے پانی کی ایک مقدار نازل کی اور اسے زمین میں ٹھہرایا، اور "ہم" اسے ہٹانے کے قابل ہیں۔ اس کے ذریعے سے ہم تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کرتے ہیں جن میں تمہارے لیے بہت سے پھل ہیں اور جن میں سے تم کھاتے ہو اور کوہ سینا سے ایک درخت نکلا ہے جو کھانے والوں کے لیے تیل اور مسالا دیتا ہے۔ اور یقیناً تمہارے مویشیوں میں تمہارے لیے عبرت ہے۔ "ہم" آپ کو ان پیٹوں میں سے پلاتے ہیں اور بہت سے طریقے ہیں جن سے آپ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور ان میں سے کچھ آپ کھاتے ہیں۔ اور تمہیں ان پر اور جہازوں پر بھی پہنچایا جاتا ہے۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا، اس سے ہم نے طرح طرح کی نباتات اگائیں کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ اس میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں"

اسلام میں صدقہ:

اسلام میں صدقہ کی دو قسمیں ہیں باقاعدہ اور رضاکارانہ۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ

[8]-القرآن،27:17

يَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۗ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ-[9]

آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالٰی کو اس کا علم ہے۔

مسلمانوں کو ضرورت سے اضافی مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے کہ

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ-[10]

آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا کچھ خرچ کریں؟ ان سے کہیے کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو-

اسلام میں خوراک اور رزق صدقہ کا حکم اللہ کی طرف سے ضرورت مندوں کے لیے دیا گیا ہے۔ اسلام اصولوں، احکامات اور طریقوں سے مالا مال ہے جو مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ اپنا رزق معاشرے میں دوسروں کے ساتھ تقسیم کریں۔ اس کے مطابق ایک مسلم معاشرے میں سماجی مساوات برقرار رہتی ہے اور غربت کم سے کم ہوتی ہے اگر اسلامی طریقوں پر عمل کیا جائے تو غربت کا خاتمہ احسن انداز میں کیا جا سکتا ہے۔ اسلام میں غربت اور غریب لوگوں کو بیان کرنے والی متعدد اصطلاحات ہیں۔

1- فقیر 2- مسکین، اسلام میں غریب کی یہی دو بنیادی درجہ بندی ہیں -اسلام کا بنیادی معاشی ماڈل غربت میں تخفیف، انسانی وسائل کی ترقی اور متعلقہ افراد کو ملازمت فراہم کرنے پر مرکوز ہے۔ غریبوں کی مالی امداد کے لیے جن امور کو اسلام نے بطور ادارہ عمل میں لانے کی نشاندہی کی ہے وہ امداد، کفالہ بذریعہ قریبی رشتہ دار، پڑوسی، دیگر لازمی صدقہ کی شکل میں جیسے زکوۃ واجبہ و نافلہ، شراکت اور عارضی و مستقل اوقات میں خیرات کے ذریعے امداد ہیں۔ مزید یہ کہ اسلامی ریاست اپنی شہریوں کو رزق فراہم کرنے کی پابند ہے۔ دوسرے نظام جیسے "مضاربہ" اور منافع کا اشتراک "مشارکہ" پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ ٹولز ہیں جو اسلام میں غربت کے خاتمے کے لیے استعمال ہوتے ہیں تاکہ غریبوں کے لیے شراکت میں آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں فراہم کی جائیں

---

[9]-القرآن، 215:02

[10]-القرآن، 219:02

قدرتی وسائل کے تحفظ کے بارے میں اسلامی نظریات:

فطرت سے فائدہ اٹھانے کے حقوق وسائل کی جوابدہی اور دیکھ بھال یا تحفظ سے منسلک ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی طرف سے قائم کیا گیا بنیادی قانون اصول یہ ہے کہ کسی چیز کا فائدہ اس سے منسلک ذمہ داری کے بدلے میں ہے۔ بہت زیادہ ماحولیاتی انحطاط لوگوں کی اس جہالت کی وجہ سے ہے کہ ان کا خالق ان سے کیا چاہتا ہے۔ لوگوں کو احساس دلایا جانا چاہیے کہ ماحولیات کا تحفظ خدا کی طرف سے ایک مذہبی فرض ہے جس کا مطالبہ خدا نے فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ-اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ-[11]

اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:: "جس نے مردہ زمین کو زندہ کیا، اس کے لیے اس میں اجر ہے، اور جو بھی مخلوق اس میں کھائے گی اس کا اجر دیا جائے گا۔[12]

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً"-[13]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا" اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

---

[11]-القرآن،77:28

[12] محمد بن عیسی ترمذی، جامع ترمذی، کتاب الاحکام، باب ما ذکر فی احیاء ارض الموات،(بیروت:دار احیاء التراث العربی)، رقم الحدیث 1379

[13]- محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاخلاق،،(بیروت:دار احیاء التراث العربی)، رقم الحدیث 6012

اگر کوئی درخت لگاتا ہے تو کوئی انسان یا اللہ کی مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کو کھائے گا تو وہ اس کی طرف سے صدقہ شمار ہو گا۔ زمین کے وسائل سے مستفید ہونے کے لیے خدا کی تمام مخلوقات کو مساوی حقوق حاصل ہیں-اسی طرح جنگلی حیات اور قدرتی وسائل کو شریعت کے تحت "ہیما" کہلانے والے علاقوں کے ارد گرد زون بنا کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ ایسی جگہوں پر صنعتی ترقی، رہائش، وسیع چراہگاہ کی اجازت نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے آپ کے بعد اسلام کے خلفائے راشدین نے ایسے "ہیما" زون قائم کیے جنہیں عوامی املاک یا مشترکہ زمینیں، قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے عوامی اتھارٹی کے زیر انتظام اور محفوظ رکھنے کیلئے قائم کیا جاتا ہے۔

اسلامی ریاستوں میں پہلا بائیو سفئیر ریزرو:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: «هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا"،[14].

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتھریلے علاقے کے درمیانی علاقے کے حصے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔

یہ اعلان پندرہ صدیاں قبل اسلام میں حیاتیاتی ذخائر کی اہمیت کی گواہی ہے۔

قدرتی وسائل کا توازن:

قرآن ہمیں توازن برقرار رکھنے کی نصیحت کرتا ہے جیسا کہ دنیا توازن میں بنائی گئی ہے۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِين-[15]

ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔

---

[14]- محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، رقم الحدیث 3367

[15]- القرآن، 16:21

الرحمن* علّم القرآن* خَلَقَ الإنسان* علّمَهُ البيَان* الشّمس والقمَرُ بحُسْبان* والنّجمُ والشّجرُ يسجُدان* والسّمآء رفَعَها وَوَضَعَ الميزَان* ألاّ تطْغَوا في الميزان* وأقيمُوا الوزْنَ بالقِسْط ولا تُخسِروا المِيزان-[16]

اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے واضح اظہار سکھایا۔ سورج اور چاند دونوں درستگی کے ساتھ چلتے ہیں۔ ستارے اور درخت سجدے میں جھک جاتے ہیں۔ اس نے آسمان کو بنایا اور میزان قائم کی تاکہ تم میزان سے تجاوز نہ کرو۔ توازن واعتدال کو قائم رکھو اور اس میں کمی نہ کرو۔

پیغمبر اسلام کی تعلیمات پانی کو ضائع کیے بغیر اس کے صحیح استعمال پر زور دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: «مَا هَذَا السَّرَفُ» فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ، قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ»[17]."

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :یہ کیسا اسراف ہے؟"، انہوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :ہاں چاہے تم بہتی نہر کے کنارے ہی کیوں نہ بیٹھے ہو

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «هَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ، أَوْ تَعَدَّى، أَوْ ظَلَمَ»[18]."

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے بارے میں پوچھ رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین بار اعضاء

---

[16]-القرآن،04:78

[17]-محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء، (کراچی: دار السلام)، رقم الحدیث425

[18]-ایضاً، رقم الحدیث422

وضو دھو کر کے دکھائے، پھر فرمایا" :اسی طرح وضو کرنا ہے، جس نے اس پر زیادتی کی اس نے برا کیا، وہ حد سے آگے بڑھا اور اس نے ظلم کیا-

مزید فرمان باری تعالی ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖۚ-حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِؕ-كَذٰلِكَ نُخْرِ جُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ-[19]:

اور وہی ہے جو ہواؤں کو اس حال میں بھیجتا ہے کہ اس کی رحمت کے آگے آگے خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادل کو اٹھالاتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی مردہ شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر اس مردہ شہر میں پانی اتارتے ہیں تو اس پانی کے ذریعے ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے۔(یہ بیان اس لئے ہے) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

نبی ﷺ نے ایسی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی یا ممانعت کی جن کے نتیجے میں عوامی مقامات پر اضطراب وتکلیف پیدا ہو جیسے سرکار نے پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا۔ ہر وہ چیز جو ہوا کو آلودہ کرتی ہو اور صحت کے لیے نقصان دہ ہو، شرعی لحاظ سے اسے ممنوع ہونا چاہیے-

درخت لگانا اور تحفظ:

درختوں اور پودوں کے تحفظ سے متعلق اسلامی قانون کی بنیادیں قرآن و سنت سے ملتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:-

"جو کوئی درخت لگاتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پختہ ہو جائے اور پیداواری ہو جائے، آخرت میں اجر ملے گا" اور "اگر کوئی درخت لگائے اور کھیت بوئے اور اس میں سے انسان درندے یا پرندے کھائیں تو اسے اپنی طرف سے صدقہ سمجھنا چاہیے-[20]

---

[19]-القرآن،24:07

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک تعمیری مشق کے طور پر درخت لگانے کی حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ اگر آخری ساعت سے پہلے ایک ساعت بھی باقی رہ جائے اور کسی کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی ہو تو اسے لگانا چاہیے[21]۔ حتیٰ کہ جنگ کے وقت بھی ابو بکر جیسے مسلم لیڈروں نے اپنی فوجوں کو مشورہ دیا کہ وہ درختوں کو نہ کاٹیں اور زراعت کو تباہ نہ کریں یا کسی جانور کو نہ ماریں۔ انسانی خاندان کے روحانی نسلی ثقافتی اور نسلی تنوع کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے اور اسی طرح کہ دشمنی کا سبب بننے کے بجائے اس کی قدر کی جانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:"ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے آپس میں ملنے کے لیے پیدا کیے ہیں، تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اللہ کے لیے سب سے زیادہ متقی ہو۔"

اسلامی قانون میں کوئی بھی شخص جو غیر ملکیتی زمین کو اس کی کاشت یا بحالی یا بصورت دیگر فائدہ مند استعمال میں لا کر اسے اپنی ذاتی ملکیت کے طور پر حاصل کرتا ہے اسلام نے اس کے لیے احیاء موات کی اصطلاح استعمال کی ہے جس کے ذریعے اسلام لوگوں کو ان کی فلاح و بہبود اور ان کے خاندانوں اور نسلوں کی فلاح و بہبود کے لیے زمین کے پائیدار استعمال میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے ایک طاقتور ترغیب دیتا ہے۔

ایسی زمینیں جن میں ترقی عوامی فلاح و بہبود کے لیے نقصان دہ ہو، احیاء کے ذریعے حاصل نہیں کی جا سکتی گورننگ حکام کو یہ حق اور زمہ داری حاصل ہے کہ وہ خالی اراضی کی ترقی کو روکیں جہاں بھی اس طرح کی ترقی کے نتیجے میں ماحولیاتی نقصان ہو یا کسی ناگزیر وسائل کو عوامی رسائی سے ہٹا دیں۔ اس میں وہ تمام زمینیں شامل ہیں جو عام بھلائی کے لیے ذخائر کے طور پر رکھی گئی ہیں۔

گڈ گورننس اور تحفظ ماحولیات:

قرآنی اصطلاح "فساد" میں ماحول کی تباہی کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی تباہی بھی شامل ہے ترقی سے مسلمان کیا سمجھتے ہیں:

---

[20]- محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعۃ، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، رقم الحدیث 2320

[21]- ناصر الدین البانی، سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)، (لاہور: انصار السنہ پبلیکیشنز)، رقم الحدیث 1121

خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولیات کی ایک مخصوص کم از کم مقدار کے ساتھ ہر فرد کو عزت نفس، آزادی اور جسمانی تحفظ فراہم کرنا۔

گڈ گورننس کے تصور کی نمائندگی کرتے ہوئے خدا نے قرآن میں کہا "زمین میں فساد نہ کرو جبکہ اس کی ترتیب درست ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر اچھی حکمرانی کے نظام کے حصے کے طور پر انصاف کی درخواست کی ہے: "اگر آپ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں تو انصاف سے حکومت کریں"

گورننگ اتھارٹیز کا مینڈیٹ

حکمران اور اس کے معاونین خواہ وہ انتظامی میانسپل یا عدالتی حکام ہوں کا بنیادی فریضہ عام فلاح و بہبود کو یقینی بنانا اور مجموعی طور پر معاشرے کو پہنچنے والے نقصانات کو روکنا اور ختم کرنا ہے۔ اس میں ماحولیات اور قدرتی وسائل کا تحفظ شامل ہے۔ تاریخی طور پر موحولیاتی تحفظ اور تحفظ کی بہت سی ذمہ داریاں حسبہ کے دفتر کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں جو ایک سرکاری ادارہ ہے جس پر خاص طور پر خیر کے قیام اور فساد کے خاتمے کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے

اس دفتر کی سربراہی کرنے والے محتسب کے لیے ضروری تھا کہ وہ ایک فقیہ ہو جو اس عہدے سے متعلق اسلامی قانون کے احکام سے پوری طرح واقف ہو۔ وہ بازاروں سڑکوں، عمارتوں، آبی گزرگاہوں ذخائر وغیرہ کے معائنہ کا زمہ دار تھا۔ ان کے فرائض میں حفاظت حفظان صحت اور صفائی سے متعلق ضوابط اور معیارات کی نگرانی اور ان کا نفاذ تھا۔ فضلہ اور آلودگی کا ہٹانا اور ٹھکانے لگانا روک اور خطرات اور پریشانیوں کا خاتمہ قانون کی خلاف ورزی اور تجاوز ذخائر کا تحفظ اور جانوروں کے ساتھ بدسلوکی کی روک تھام اس کے فرائض منصبی کا حصہ ہے۔

وہ نقصانات کا اندازہ لگانے اور دیگر جرمانے عائد کرنے کا ذمہ دار تھا۔ اس کے علاوہ انہیں عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرنے کا وسیع صوابدیدی اختیار حاصل تھا۔

فرد کا مینڈیٹ:

ماحولیات اور قدرتی وسائل کا تحفظ اور ترقی ایک لازمی دینی فریضہ ہے جس کا ہر مسلمان کو پابند ہونا چاہیے۔ فرد کی زمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی اور اپنی برادری کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اچھا کرو جیسا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور زمین میں فساد نہ کرو اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

اسی طرح اسلام میں شوریٰ کا تصور ہے۔ ہمارے ہاں شوریٰ سے مراد اسلامی معاشرے کی ہر سطح پر فیصلہ سازی کے ارتقاء پذیر عمل کو لیا گیا ہے۔ جبکہ یہ سیاسی معاملات کی طرح ماحولیاتی معاملات پر فیصلہ سازی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث:

تمام قدرتی وسائل زمین، پانی، ہوا، آگ، جنگلات سمندروں کا استعمال پوری انسانیت کا حق اور مشترکہ ملکیت سمجھا جاتا ہے۔

انسان چونکہ زمین پر خلیفۃ اللہ ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کے مفادات اور حقوق کو یقینی بنانے کے لیے ہر طرح سے احتیاط برتے، اور اپنی الاٹ زدہ زمین کے ٹکڑے پر اپنی حاکمیت کا اگلی نسل کے لیے مشترکہ ملکیت سمجھے۔ شریعت میں، اپ اسٹریم فارمز پر ایک ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ ڈاؤن اسٹریم استعمال کرنے والوں کا خیال رکھیں۔ ندی کے کنارے کھیت حرام ہے۔

تبدیلی کے اسلامی تصور پر غور کرنا ضروری ہے کہ اللہ کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ میں تبدیلی لانے کی کوشش نہ کریں۔

فطرت سے فائدہ اٹھانے کے حقوق و وسائل کی جوابدہی اور دیکھ بھال سے منسلک ہیں اسی بنیادی قانون کی طرف رہنمائی حضرت محمد ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے کہ کسی چیز کا فائدہ اس سے منسلک ذمہ داری کے بدلے میں ہے۔ بہت زیادہ ماحولیاتی انحطاط لوگوں کی اس جہالت کی وجہ سے ہے کہ ان کا خالق ان سے کیا چاہتا ہے۔ لوگوں کو احساس دلایا جائے کہ ماحولیات کے تحفظ خدا کی طرف سے ایک دینی فریضہ ہے۔ خدا نے فرمایا ہے "اور نیکی کرو جیسا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ زمین میں فساد اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سفارشات

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو استعمال کرنا اس کی عطا سے بندے کا حق ہے۔ لہذا اس کی حفاظت بھی اسی کے ذمہ ہے جس کے لیے ہمارے ہر فرد پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

جس طرح برائی سے روکنے کے لیے حدیث میں مراحل بیان کیے گئے ہیں بعینہ ہمیں اسی حکم کو اس پیرائے میں بھی لاگو کرنا چاہیے کہ ماحولیاتی ذرائع کا نقصان کرنے والے کو روکیں اور اس کے لیے بہتر تدابیر سامنے لائیں۔

ماحولیاتی وہ ذرائع جو ابھی تک قابل استعمال نہ ہوئے ہوں تو انہیں قابل استعمال بنانا چاہیے تاکہ ماحول سے آلودگی بھی ختم ہو اور اس سے انتفاع کی صورت بھی سامنے آئے تاکہ ملکی معیشت میں بھی ترقی کا ایک زینہ طے ہو۔